ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

ڈاکٹر محمد کامران شہزاد
سرگودھا۔
ڈاکٹر اعجاز احمد جان
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو قرطبہ یونیورسٹی پشاور۔
ڈاکٹر امیر تراب
گورنمنٹ ڈگری کالج گل آباد (دیر لوئر)

اُردو ناول "چینی کوٹھی" کے کردار "واحد متکلم" کا المیہ

Dr.Muhammad Kamran Shehzad
Sargodha.
Dr.Ijaz Ahmad Jan
Assistant Professor, Deptt; of Urdu Qurtuba University Peshawar.
Dr.Amir Turab
Government Gegree College, Gul Abad Dir (Lower)

Tragedy of the Character Wahid Mutakalam in Sadiq Alam's Novel "Chini Kothi"

In Urdu novel, where several aspects of social, political and psychological awareness are highlighted on the basis of incidents, there in character novels the authors frames whole novel around a single character. In 21st century, such experiments were made vastly. We can see a similar experiment in Sadiq Alam's novel "Chini Kothi" where he has weaved the story through narrator "Wahid Mutakalam". In the following article, I have tried to describe the psychological tensions of the central character of this novel "Wahid Mutakalam" and after highlighting his tragedy I have tried to compile the results. Alongside, after briefly stating the tradition of Urdu novel, I have highlighted the tragedy of central character in Sadiq Alam's novel.

Keywords: *Urdu Novel, Chini Kothi, central character, psychological tension.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

اُردو میں ناول نگاری کا آغاز مولوی نذیر احمد سے ہوا۔اگرچہ انہوں نے سوچ سمجھ کر اور منصوبے کے تحت ناول نگاری شروع نہیں کی بلکہ اپنی اولاد کی تربیت و تعلیم کے لیے دلچسپ قصے تحریر کیے۔ تاہم یہی قصے ان کے نقطۂ آغاز ثابت ہوئے۔انیسویں صدی کی ابتداءتک اس کام میں'رتن ناتھ سرشار'اور'عبدالحلیم شرر' بھی اپنا کردار ادا کر چکے تھے پھر "امراؤ جان ادا"کی صورت مرزاہادی رسوا نے اُردو ادب کو ایسا شاہکار عطا کیا، جو ناول کے فنی لوازمات پر بھی پورااترتا تھا۔

ترقی پسند تحریک نے اس صنف کو ایک نئی جہت عطاکی اس ضمن میں پریم چند کا نام نمایاں طور پر لیا جاسکتا ہے۔ان کے ناولوں میں سیاسی اور سماجی شعور واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ڈاکٹر قمر رئیس پریم چند کے ناول" بازارِ حسن"پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "بازارِ حسن پہلا ناول ہے ۔جس میں پریم چند نے معاشرتی خرابیوں کو اپنے وسیع، سماجی ،اخلاقی اور اقتصادی پس منظر میں دکھایاہے۔اس کے نفسیاتی پہلوؤں پر بھی زور دیا گیا ہے اور پھر اپنے مشاہدے اور مطالعے کی روشنی میں ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے"(۱)

ترقی پسند تحریک کے زیرِ اثر اُردو ناول کو جو نئے موضوعات ملے ۔اُن میں طبقاتی تفریق ،غربت ، استحصال اور عشق کا صحت مند رجحان شامل ہیں۔اس دور کے نمایاں ناول نگاروں میں سجاد ظہیر، عصمت چغتائی، عزیز احمد، کرشن چندر وغیرہ کے نام شامل ہیں۔انہوں نے شعور کی رو کو ناول نگاری میں اہمیت دی، جس کی مثال سجاد ظہیر کے ناول "لندن کی ایک رات"ہے۔۱۹۵۰ءلےکر ۲۰۰۰ءتک ناول نگاری میں متعدد موضوعات کا اضافہ کیا کیا گیااس دور کا سب سے اہم ناول قرۃ العین حید کا ناول"آگ کا دریا"ہے، جس میں شعور کی رو کی تکنیک کا کامیاب تجربہ کیا گیاہے۔علاوہ ازیں تقسیم ہند کے المیے نے بہت سے ناول نگاروں کو متاثر کیااور بڑے اہم ناول اس سلسلے میں لکھے گئے۔انتظار حسین کا "بستی"خدیجہ مستور کا "آنگن"،"زمین"اور عبداللہ حسین کا"اداس نسلیں"کو مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتاہے۔

اکیسویں صدی کے ابتدا سے ہی ناول میں کئی نئے موضوعات کا اضافہ ہوااور قدیم اور تاریخی موضوعات کو نئی تفہیم اور نئے انداز نظر سے دیکھا گیا۔ اکیسویں صدی کے اہم ناول نگاروں میں مستنصر حسین تارڑ، شمس الرحمن فاروقی، مرزااطہر بیگ، محمد الیاس، خالد جاوید، شبیر احمد، صدیق عالم اور اختر رضا سلیمی وغیرہ ابھر کر سامنے

آئے۔جن کے ناولوں میں جہاں سماجی شعور نظر آتا ہے۔ وہیں فرد واحد کا سیاسی اور نفسیاتی شعور کی جلوہ ہائے رنگا رنگ بھی نظر آتا ہے علاوہ ازیں ان ناول نگاروں نے آزاد تلازمہ خیال کی تکنیک کو بھی کمال خوبی سے پیش کیا ہے۔ نئی صدی میں ناول میں تاریخیت اور نو تاریخیت کا اضافہ بھی کیا گیا اس سلسلے میں ڈاکٹر ناہید قمر اختر رضا سلیمی کے ناول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"ناول میں زمان کے لاشعور کی سیاحت کے ذریعے اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ قوانین فطرت کی گرفت صرف انسانی وجود کی حد تک ہے اس کا شعور ان قوانین سے آزاد ہے"[۲]

عصرِ حاضر کے ہندوستانی ناول نگاروں میں ایک اہم نام صدیق عالم کا ہے۔ ان کا ناول "چینی کوٹھی "اجمل کمال کے مرتبہ اردو رسالے "آج" کے شمارہ نمبر ۱۰۸ کے صفحات کی زینت بنا۔ جو، جون ۲۰۱۹ء میں شایع ہوا۔ ناول میں مختلف موضوعات کو کہیں کی اختصار اور کہیں مفصل انداز میں سادہ اور آسان فہم زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ناول کا مرکزی کردار جو کہ "واحد متکلم" کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ناول میں چار اہم کہانیاں ساتھ ساتھ چلتی ہیں ۔ان میں سے ایک آٹھ سالہ بچی کے ساتھ ریپ کرنے والے ملزم (مجرم) کی کہانی ہے۔ جسے "واحد متکلم" اپنی چرب زبانی سے جج کی توجہ مبذول کروا کر کر رہا کر واتا ہے۔ دوسری کہانی" واحد متکلم" کی ایک موکلہ "عائشہ" کے ساتھ جنسی قرابت کی اصل خواہش اور اس خواہش کے مکمل ہونے میں واحد رکاوٹ عائشہ کے بیٹے "نادر" کا کردار ہے۔ تیسری کہانی" واحد متکلم" کے ملازم میر کی ہے جو نامساعد حالات اور بے روزگاری کی پریشانی کی وجہ سے اپنی بیوی اور بیٹے کو قتل کر دیتا ہے کہ باپ دادا اور اس کے ملازم کا کُو کی کہانیاں بھی ہے۔

صدیق عالم کا بیانیہ سادہ ہے، مختصر بات کرتے ہیں لیکن وہ جامع ہوتی ہے۔ بعض اوقات وہ بات کو ادھورا چھوڑ دیتے ہیں، جس کے سبب ابلاغ مکمل نہیں ہوتا او تر تشنگی رہ جاتی ہے۔ قصے کی ابتدا میں راوی اور اس کا باپ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہیں۔ دونوں کے مابین جو مکالمہ ہوتا ہے۔اس سے یہ بات مترشح ہو جاتی ہے کہ دونوں باپ بیٹے کے درمیان اعتماد کا فقدان ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ باپ کے المیے یاد کھ کو بیٹا سمجھ نہیں پارہا ہے۔ چنانچہ راوی، جو اس وقت دس برس کا بچہ ہے۔ ابتدا میں ہی اس کے المیے کی کہانی بھی سامنے آتی ہے کہ اُسے آسمان پر ایک خوفناک پرندہ جو ڈریگن سے مشابہہ نظر آتا ہے لیکن وہ اس کی موجودگی کی کوئی توجیہہ پیش کرنے سے قاصر ہے اور یہی اس کا المیہ ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

صدیق عالم کے ہاں "واحد متکلم" کا جو کردار ہے۔ اُس کی نفسیاتی کیفیات کو اگرچہ واضح طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن لگتا کچھ ایسا ہے کہ وہ اس کی نفسیاتی گرہ کو مکمل طور پر کھولنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ۔ چنانچہ خواب اور بیداری کے درمیانی حصے میں اسے مختلف جانور اور پرندے نظر آتے ہیں لیکن وہ سمجھ نہیں سکتا کہ معاملہ کیا ہے؟ یہ اقتباس ملاحظہ کیجیے، جس کی قرأت کے بعد کردار کی نفسیاتی کیفیات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

> "چینی کوٹھی کے پیچھے سے ابھی ابھی دو کُتے لڑتے ہوئے برآمد ہوئے ہیں، جس سے میری نیند اچٹ گئی ہے مگر کیا واقعی میں جاگ گیا ہوں یا میں نے خواب میں ان دونوں کُتوں کو لڑتے دیکھا ہے؟ مگر یہ چینی کوٹھی کیا معاملہ ہے، جو خواب اور حقیقت دونوں جگہ یکساں طور پر دکھائی دیتی ہے"(۳)

"واحد متکلم" کا ایک المیہ جو بچپن میں خاندان کے بڑوں کی طرف سے اس کے ذہن میں انڈیلا گیا اور وہ خوف آہستہ آہستہ تراشیدہ صورت اختیار کرتا گیا۔ وہ غیر ملکیوں کے خلاف بھر ا گیا نسلی تعصب کا زہر ہے" چینی کوٹھی" میں رہنے والے چینیوں کے بارے میں راوی، جو کہ "واحد متکلم" ہے اس لیے نہ جان سکا کہ بڑوں کے بقول وہ ڈریگن کی پیٹھ پر بیٹھ کر پہاڑوں اور جنگلوں کے اوپر اڑان بھرا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ جو ڈریگن مختلف صورتیں بنا کر "واحد متکلم" کو تذبذب میں ڈالے رکھتا ہے۔ یہ اس کے لاشعور کی وہ کارفرمائی ہے، جو اجداد کی طرف سے سینہ بہ سینہ اس کو ورثے میں ملی ہے۔

"واحد متکلم" کا تعلق چند دنوں کے لیے ایک ریٹائرڈ سب انسپکٹر کے ساتھ استوار ہوتا ہے، جس کی بلی کھو گئی ہے۔ اس تعلق کے نتیجے میں "واحد متکلم" کو جس اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی تصویر کشی بھی عام فہم انداز میں اختصار کے پردے میں جامعیت کے ساتھ کی ہے۔ یہاں دو کرداروں کا تقابل ہے۔ دو طرفہ دکھ ہے لیکن اس کی کیفیت ایک جیسی نہیں ہے۔ سب انسپکٹر کا دکھ یہ ہے کہ اس کی پالتو بلی کھو گئی ہے اور راوی کا دکھ یہ ہے کہ انسان، انسانوں کا خیال نہیں کرتے چنانچہ اس کو جب یہ محسوس ہوتا ہے کہ سب انسپکٹر بڑھاپے میں بالکل اکیلا رہ گیا ہے وہ اس کی مدد کرتا ہے یہاں بھی اس کا لاشعور اس کو بوڑھے کی مدد پر اکساتا ہے کیونکہ اس نے اپنے والد اور اپنے دادا کا زمانہ دیکھا ہے، جن کی وہ باوجود کوشش کرنے کے مدد نہیں کر سکا اور وہ اذیت ناک اور بے بسی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

صدیق علم کے ہاں ایک منفرد تصور سامنے آتا ہے۔ جیسے بعض اوقات خواب کی تعبیر ملتی ہے اور حقیقت میں ویسا ہوتا ہے۔ جیسا انسان خواب میں دیکھتا ہے اسی طرح کسی شے کا تسلسل تصور خواب بن کر انسانی حسیات پر سوار ہو جاتا ہے اور یہ بات راوی کے خواب میں "چینی کوٹھی" اور اس کے مکین کا آنا کے روپ میں ناول کے صفحات کی زینت بنتی ہے۔

"واحد متکلم" کے کردار کے ذریعے صدیق عالم نے آج کے دور کے انسان کا المیہ بیان کیا ہے۔ سُستی جس کا وتیرہ بن چکی ہے۔ تحقیق کرنے کی بجائے سنی سنائی باتوں کو ایمان اور اعتبار بنا دینے کی کرب ناک کہانی تلخ انگیز حقیقت کے پیرائے میں انھوں نے بیان کی ہے۔

کہانی کا مرکزی کردار "واحد متکلم" پیشے کے لحاظ سے وکیل ہے۔ جو اپنی موکلہ "عائشہ" سے شادی کرنے کا خواہش مند ہے۔ اس کی محبت جسمانی اتصال کی طلب کا نام ہے اور یہاں رکاوٹ عائشہ کا بڑا بیٹا "نادر" ہے۔ یہاں جو المیہ سامنے آتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ "واحد متکلم" عائشہ کو خوش کرنے کے لیے اس کے رشتہ داروں پر صحیح کے ساتھ ساتھ غلط کیس بھی کرتا ہے اور اس کا ضمیر اسے ملامت بھی نہیں کرتا ہے۔ یہ وہ المیہ ہے جس کی اذیت مرکزی کردار نہیں سہتا بلکہ یہ حساس قاری کی وراثت بن جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا بار بار آنا جانا عائشہ کا بیٹا بھی برداشت نہیں کرتا۔ بالآخر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ مل کر وہ "واحد متکلم" کو قتل کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن کامیاب نہیں ہوتا ہے۔ عائشہ کی منت ساجت پر وہ "نادر" کو کیس سے نکلوا دیتا ہے۔ "واحد متکلم" کے کردار کا یہ پہلو یہ بات سامنے لاتا ہے کہ عائشہ کی محبت کو اپنی انا پر ترجیح دیتا ہے۔

مرکزی کردار کا ایک اور المیہ بھی ہے یہ المیہ انفرادی نہیں، اجتماعی ہے اس المیے میں دو مختلف قوموں کے افراد کی ذہنی کشمکش اور ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے اور ضمیر فروشی کی عکاسی کی گئی ہے یہ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> "عمارت کے چاروں کونوں میں لوہے کی گھماؤ دار سیڑھیاں ہیں، جو انگریزوں کے دور میں ڈھالی گئی تھیں اور آج بھی اپنی جگہ پر مضبوطی سے قائم ہے جبکہ دونوں چوبی زینے جو آزاد ہندوستان میں بنائے گئے تھے ان کی چولیں ہلنے لگی ہیں اور لوگوں کے چڑھتے اترتے وقت وہ بری طرح احتجاج کرتی نظر آتی ہیں۔"(۴)

انسان جب لاچار اور بے بس ہو جاتا ہے تو پھر اپنے بھی اس کو یا تو تنہا چھوڑ دیتے ہیں یا آیاؤں اور نوکروں کے رحم و کرم پر۔ ایک کامیاب وکیل کے خودکشی کرنے کی ناکام کوشش کرنے کے بعد لاچاری کے عالم میں زیست

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

کرنے اور آیاؤں کے بے رحمانہ سلوک کی دردمندی کے ساتھ عکاسی کی گئی ہے، یہ قصہ "واحد متکلم" کے والد کا ہے۔ چنانچہ یہاں کردار کی باطنی دردمندی کی عکس بندی کی ہے، جو والد کی مدد نہیں کر سکتا نہ ہی اس کی اذیت کو سمجھ سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ واحد متکلم کی اذیت بھی بیان کی گئی ہے، جو اپنے بیٹے کی اذیت کو برداشت نہیں کر سکتا ہے۔ چنانچہ دادا کی اذیت کو محسوس کرنا لیکن ان کی مدد نہ کرنا یہ بھی "واحد متکلم" کے لیے ایک اذیت ہے، جس سے چھٹکارا پانا اس کے لیے ممکن نہیں ان تمام واقعات کو ناول نگار نے کمال مہارت سے صفحہ قرطاس پر بکھیرا ہے۔

ضمیر کا سودا کرنے والوں کی بے حمیتی کی داستان درد انگیز ناول نگار نے کرب انگیز بیانیے کی صورت ناول کے صفحات پر رقم کی ہے اور یہ المیہ "واحد متکلم" کا ہے کہ اس کے دادا اور اس کے باپ کی برسوں میں بنائی گئی ساکھ کو ان کے ماتحتوں نے تھوڑے عرصے میں برباد کر کے رکھ دیا۔ یہ اقتباس ملاحظہ کیجئے:

> "میرے ابا کی وراثت کو کچھ دنوں تک ان کے جونیئر سنبھالتے رہے۔ یہ ایک نئی پود تھی۔ اپنے کیریئر کے سلسلے میں بے حد چوکنی اور بے صبر، کیوں کہ انھیں امیر بننے کی جلدی تھی۔ انھوں نے اپنا ضمیر شیطان کو نہ بیچ رکھا تھا اور وہ اپنے موکلوں کے ساتھ کسی گدھ کی طرح پیش آتے تھے۔ انھوں نے ایک طرح سے میرے دادا اور ابا کی اس لمبی وراثت کی جڑیں کھود ڈالی۔"(۵)

"واحد متکلم" کا جو المیہ سب المیوں پر بھاری ہے۔ وہ باپ کی خدمت نہ کر سکنے کا دکھ ہے۔ باپ کی بے بسی کی حالت میں آیاؤں اور نوکروں کا والد کے ساتھ بے رحمانہ سلوک اور اس وقت کم عمری کی حالت ہونے کی وجہ سے یا کسی بھی اور وجہ سے، جس کا تذکرہ ناول نگار نے ناول میں نہیں کیا لیکن ڈریگن کی علامت بتا کر قاری کو خود ذہن پر زور دینے اور تھوڑی مشقت کا خوگر بنانے کی کاوش کی۔ "واحد متکلم" نے گھر والوں کو نہیں بتایا کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ ملازمین اور آیاؤں والد کے ساتھ بے رحمانہ سلوک کر رہے ہیں۔ اس کا دکھ اسے ہے اور ضمیر پر پڑا بوجھ اسے سکون میں رہنے نہیں دیتا کیونکہ وہ جب بھی قبرستان میں جاتا ہے تو کسی احساسِ جرم کے تحت لاشعوری طور پر قبروں کے بیچ باپ کی قبر کو ڈھونڈتا ہے، جو ڈھے کر ہموار ہو چکی ہے اور ناکام لوٹ آتا ہے۔(۶)

"واحد متکلم" کا دوغلا کردار اور پھر کردار کے اندر کردار کی کہانی میں دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ آپ کو حیرانی ہو گی کہ "کردار کے اندر کردار" جی ہاں ایک طرف ملزم، جو واقعتاً مجرم ہے۔ اسے رہا کرانے کی کوشش اور دوسری طرف یہ سوچ یا خواہش کے ملزم کو تھوڑی بہت سزا ضرور ہو لیکن ہوتا اس کے برعکس ہے۔ جج صاحب واحد

متکلم کے اعتراضات اور ڈاکٹر پر کی جانے والی جرح سن کر ملزم کو باعزت بری کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اب "واحد متکلم" پریشان ہے:

"یہ بات بالکل صاف تھی کہ ملزم نے اس بچی کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی ہو سکتا ہے وہ اس میں پوری طرح سے کامیاب نہ ہوا ہو اور اگرچہ میں نے اس کے دفاع کے لیے کسی طرح کے ڈھیلے پن کا ثبوت نہیں دیا تھا، نہ ہی اسے بچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی، پھر بھی جانے کیوں میرے اندر سے خواہش بار بار سر ابھار رہی تھی کہ زانی کو کچھ ہی سہی کسی طرح کی سزا مل جائے۔"(۷)

"واحد متکلم" عائشہ سے محبت کرتا ہے۔ نادر کو بھی اس آنکھ مچولی کا علم ہے۔ ایک دن وہ اور عائشہ جنسی ملاپ جیسے عمل سے بھی گزرتے ہیں اور اسی رات "واحد متکلم" کے گھر لوٹنے کے بعد نادر اپنی ماں کو زندہ جلا کر قتل کر دیتا ہے یہ سب سے بڑا المیہ ہے، جس کا سامنا "واحد متکلم" کرتا ہے۔

ناول میں دو مقامات پر ناول نگار نے "واحد متکلم" کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہے لیکن اخفا کے پردے میں تاکہ واحد متکلم کا بھرم قائم رہے اور حساس قارئین ہی سمجھ سکیں۔ یہ دو مقامات "واحد متکلم" کی زندگی کے دو بڑے المیے ہیں اور انہی المیوں نے اس کی زندگی میں تلخیاں بھری۔ اسی وجہ سے دوہری زندگی جینے پر مجبور ہوا۔ ایک المیے کی طرف ناول نگار نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

"میں نے حیران ہو کر دیکھا تھا کہ میرے چہرے کے اندر میرے دادا یا ابا کی کوئی مشابہت نہیں تھی۔ تب سے لے کر آج تک میں نے ہر زاویے سے اپنے چہرے کو دیکھا ہے مگر اس میں دونوں کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی۔ اس بات نے ہمیشہ مجھے مضطرب کیا ہے۔"(۸)

شاید یہی وجہ رہی ہو گی۔" واحد متکلم" کے ماں باپ کے علیحدہ ہو جانے، باپ کے تباہ حال ہونے، خودکشی کی ناکام کوشش کرنے اور اذیت ناک زندگی بسر کرنے کی۔ اگرچہ ناول نگار نے ناول میں کہیں بھی اس بات کا تذکرہ نہیں کیا کہ کس وجہ سے واحد متکلم کے والدین علیحدہ ہوئے۔ دوسرا مقام وہ ہے جہاں میر کے جانے کے بعد "کاکُو" واحد متکلم کو کہتے ہے کہ گھر کی دیکھ بھال کے لیے ایک عورت چاہیے۔ یہ اقتباس ملاحظہ کیجئے:

"عورت نہیں مجھے ایک مرد چاہئے۔ کاکُو چپ چاپ کھڑے رہتے ہیں۔ میں ان کی طرف نہیں دیکھتا۔ اس دن میر کے بارے میں میرا اندازہ صحیح تھا، کاکُو کی آواز آتی ہے۔"(۹)

یہ مکالمہ ابلاغ مکمل نہیں کرتا "واحد متکلم" کے صنف نازک میں تھوڑی بہت دلچسپی رکھنے سے یہ مترشح نہیں ہو سکتا کہ وہ کیسا ہے؟

مجموعی لحاظ سے دیکھا جائے تو صدیق عالم نے "واحد متکلم" کے ذریعے اردو میں ایک یادگار نفسیاتی الجھنوں کا شکار کردار متعارف کروایا ہے اور اس کی نفسیاتی تحلیل کرب انگیز حقیقت نگاری کے پیرائے میں عمدگی سے کی ہے۔ دونوں حالتوں میں یعنی مظلومیت کے دورانیے میں اور مجرموں کو بھرپور وکالت کے ذریعے رہا کرانے کی وجہ سے قاری کی ہمدردی بھی سمیٹا ہے اور پھر ان کے غضب کا نشانہ بھی بنتا ہے اور یہی ناول نگار کی کامیابی کی دلیل ہے کہ اس کے کردار قارئین پر بھرپور اور جاندار اثر قائم کرنے میں کامیاب ہوں۔

حوالہ جات

۱۔ قمر رئیس، ڈاکٹر، پریم چند کا تنقیدی مطالعہ بحیثیت ناول نگار، علی گڑھ، سرسید بک ڈپو، ۱۹۶۳ء، ص ۳۱۵

۲۔ ناہید قمر، ڈاکٹر، اُردو ناول میں تاریخیت اور نو تاریخیت، مشمولہ سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد، خصوصی نمبر، شمارہ ۱۲۲، ۱۲۱، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۹ء، ص ۸۵

۳۔ صدیق عالم، چینی کوٹھی، مشمولہ کتابی سلسلہ "آج" شمارہ ۱۰۸، مرتبہ اجمل کمال، کراچی، جون ۲۰۱۹ء، ص ۰۸

۴۔ ایضاً، ص ۲۵

۵۔ ایضاً، ص ۲۸

۶۔ ایضاً، ص ۲۹

۷۔ ایضاً، ص ۶۱

۸۔ ایضاً، ص ۱۸۲، ۱۸۱

۹۔ ایضاً، ص ۱۸۹